مطبُوعات

تجارتی سُود، تاریخی اور فقہی نقطۂ نظر سے تالیف: جناب فضل الرحمٰن صاحب، لیکچرار شعبۂ سنی دینیات علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ۔ ملنے کا پتہ: یونیورسٹی پبلیکیشنز، ظہور وارڈ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی (بھارت) صفحات ۱۷۶، قیمت درج نہیں۔

مغربی اندازِ فکر اور مغربی نظامِ معیشت نے مسلم معاشرے پر جو مختلف اثرات مرتب کیے ہیں ان میں ایک اثر یہ ہے کہ ہمارے ہاں شریعت کے وہ مسلّمہ حقائق بھی نزاعی امور کی حیثیت اختیار کرتے جا رہے ہیں جن کے بارے میں پہلے کبھی دو رائیں نہ تھیں۔ سُود کی حُرمت ان مسلّمات میں ایک مسلّمہ حقیقت ہے۔ قرآن مجید کے احکام، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کے ارشادات، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طرزِ عمل، فقہائے امت کی تصریحات سب اس حقیقت پر شاہد ہیں کہ اسلام میں سُود خواہ کسی نوعیت کا ہو، حرام ہے اور اس کی حلّت کا کوئی جواز نہیں۔ مگر جو سرمایہ دارانہ نظام اس وقت ہم پر مسلّط ہے، چونکہ اس کی بنیاد سُود پر قائم ہے، اس لیے ہماری ملّت کے بعض "خیر خواہوں" کو اس بات کی فکر دامنگیر رہتی ہے کہ کسی طرح اسے شرعی نقطۂ نظر سے جائز ثابت کر دیا جائے تاکہ مسلمان اس حرام کو ایک حلال اور طیّب شئے سمجھ کر خوشدلی کے ساتھ ہضم کریں۔ اس سلسلے کی پہلی

(بقیہ: رسائل و مسائل)

فرشتے تو دن رات انسانوں پر مصائب و شدائد بھی نازل کرتے ہیں، ان کی جانیں بھی قبض کرتے ہیں، تو کیا اب بعض انسان بھی خدائی کے مقام پر فائز ہونا چاہتے ہیں اور اپنے مخاطبین کو ملائکہ سمجھ کر انہیں یہ حق دینا چاہتے ہیں کہ وہ جس کی جان و مال پر چاہیں بلا تکلف ہاتھ ڈال دیں اور خدا کی زمین میں جو نبا ہی چاہیں مچاتے پھریں؟

کوشش ڈپٹی نذیر احمد نے کی۔ پاکستان قائم ہونے کے بعد مولانا جعفر شاہ صاحب پھلواری نے اس کے جواز کے لیے چند مضامین لکھے جنہیں بعد میں کتابی صورت میں شائع کیا گیا۔ زیرِ تبصرہ کتاب دراصل ان مضامین کا ناقدانہ جائزہ ہے جو خود ایک عالمانہ تصنیف کی صورت اختیار کر گیا ہے۔

کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصے میں جو تجارتی سود کے تاریخی جائزے پر مشتمل ہے اس امر کا کھوج لگایا گیا ہے کہ جن ملکوں اور قوموں سے عربوں کے تعلقات قبل اسلام تھے ان میں پیداآوری قرضوں کی صورت کیا تھی اور پھر عہدِ نبوی میں اس میں کس نوعیت کی تبدیلیاں ہوئیں۔ کتاب کا یہ حصہ بڑا وقیع اور جاندار ہے۔ کتاب کے دوسرے حصے میں ربا اور اس کی مختلف شکلوں پر بڑی بصیرت افروز بحث ہے۔ فاضل مصنف کی مندرجۂ ذیل صراحت ملاحظہ فرمائیں:

"لوگوں کے ذہنوں میں یہ ایک عام مغالطہ ہے کہ عرب جاہلیت میں صرف محتاج اور غریب ہی قرضہ لیا کرتے تھے۔ یا صرف صرفی مقاصد کے لیے ادھار خریدا کرتے تھے۔ اس کے برخلاف حقیقت یہ ہے کہ زبردست تجارتی جدوجہد اور ربا کے انتہائی ترقی یافتہ ادارے نے بیوع اور شرکت کی ایسی صورتوں کو جنم دیا تھا جن کا انحصار صرف قرض اور ادھار پر تھا۔ قرض اور اُدھار خریداری کا مطلب جاہلیت میں ہرگز یہ نہ تھا کہ خریدار لازمی طور سے غریب و محتاج ہو۔ اس نقطۂ نظر کی تردید صحیح بخاری کی ایک حدیث سے واضح طور سے ہوتی ہے جو کتاب البیوع میں ملتی ہے۔ یہ حدیث ہمیں بتاتی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے قرض خواہوں کے طرزِ عمل کی تعریف فرمائی ہے جو خوشحال اور مالدار کو مہلت دیتا ہے جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ صرف غریب ہی قرض خرید و فروخت نہ کرتے تھے۔ اس زمانے کے عربوں نے ایک دستور قرض خریدنے کا اور بقایا کی ادائیگی میں مہلت کے عوض سود ادا کرنے کا بنا لیا تھا۔" (ص ۲۲)

پوری کتاب بڑی ٹھوس اور مستند معلومات پر مشتمل ہے اور اس حقیقت کی وضاحت کرتی ہے کہ جو لوگ تجارتی سود کو جائز قرار دینے کے لیے یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے اور ان کے زمانے میں لوگ نفع آور سودی قرضوں سے ناآشنا تھے، بے وزن ہے۔ کتابت اور طباعت کا معیار